حضرت مولانا محمد منظور نعمانی

ملفوظات

مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ

بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا شاہ محمد الیاس کے گراں مایہ ارشادات

ملفوظاتِ حکمت تبلیغی بھائیوں کے لئے بیش قیمت ہدایات کا مرقع

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان

کے زمانہ میں جب دین ضعیف تھا اور دنیا قوی تھی بے طلب لوگوں کے گھر جا جا کر ان کی مجالس میں بلا طلب پہنچ کر دعوت دیتے تھے طلب کے منتظر نہیں رہے، بعض مقامات پر حضرات صحابہؓ کو از خود بھیجا ہے کہ فلاں جگہ تبلیغ کرو اس وقت وہی ضعف کی حالت ہے ثواب ہم کو بھی بے طلب لوگوں کے پاس خود جانا چاہیئے، ملحدوں، فاسقوں کے مجمع میں پہنچنا چاہیئے اور کلمۂ حق بلند کرنا چاہیئے (پھر خشکی غالب ہو گئی اور بات نہ کر سکے) تو فرمایا مولانا تم میرے پاس بہت دیر میں پہنچے اب میں تفصیل سے کچھ نہیں کہہ سکتا بس جو کچھ کہہ دیا اسی میں غور کرتے رہیئے۔

(۴۹) ایک بار فرمایا:۔ میں ابتداء میں اس طرح ذکر کی تعلیم دیتا ہوں ہر نماز کے بعد تسبیح فاطمہ اور تیسرا کلمہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اور صبح و شام سو سو بار درود شریف و استغفار و تلاوت قرآن مع تصحیح قرأت اور نوافل میں تہجد کی تاکید اور اہل ذکر کے پاس جانا علم بدون ذکر کے ظلمت ہے اور ذکر بدون علم کے بہت سے فتنوں کا دروازہ ہے۔

(۵۰) ایک بار فرمایا:۔ خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے بعض لوگوں کو خواب میں ایسی ترقی ہوتی ہے کہ ریاضت و مجاہدہ سے نہیں ہوتی، کیونکہ ان کو خواب میں علوم صحیحہ القا ہوتے ہیں جو نبوت کا حصہ ہے، پھر ترقی کیوں نہ ہو گی علم سے معرفت بڑھتی ہے اور معرفت سے قرب بڑھتا ہے اسی لیئے ارشاد ہے۔ قُلْ رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا پھر فرمایا آج کل خواب میں مجھ پہ

علوم صحیحہ کا القاء ہوتا ہے اس لئے کوشش کرو کہ مجھے نیند زیادہ آئے اخشکی کی وجہ سے نیند کم ہونے لگی تھی تو میں نے حکیم صاحب اور ڈاکٹر صاحب کے مشورہ سے سر میں تیل کی مالش کرائی جس سے نیند میں ترقی ہو گئی آپ نے فرمایا کہ اس تبلیغ کا طریقہ بھی مجھ پر خواب میں منکشف ہوا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ کی تفسیر خواب میں یہ القاء ہوئی کہ تم مثل انبیاء کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو اور اس مطلب کو اخرجت سے تعبیر کرنے میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ایک جگہ جم کر کام نہ ہو گا بلکہ در بدر نکلنے کی ضرورت ہوگی تمہارا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے، اس کے بعد تومنون باللہ فرما کر یہ بتلایا گیا ہے کہ اس امر بالمعروف سے خود تمہارے ایمان کو ترقی ہوگی ورنہ نفس ایمان کا حصول تو کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ ہی سے معلوم ہو چکا ہے، پس دوسروں کی ہدایت کا قصد نہ کرو اپنے نفع کی نیت کرو اور اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ میں الناس سے مراد عرب نہیں بلکہ غیر عرب ہیں کیونکہ عرب کے متعلق تو لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ فرما کر یہ بتلا دیا گیا تھا کہ ان کے متعلق ہدایت کا ارادہ ہو چکا ہے۔ آپ ان کی زیادہ فکر نہ کریں ہاں کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ کے مخاطب اہل عرب ہیں اور الناس سے مراد دوسرے لوگ ہیں جو عرب نہیں چنانچہ اس کے بعد وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ہے

اور یہاں لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ فرمایا لَكَانَ خَيْرًا لَكُمْ نہیں فرمایا کیونکہ مبلغ کو تو تبلیغ ہی سے اپنے ایمان کی تکمیل کا فائدہ حاصل ہو جاتا ہے خواہ

ان کی ضروریات کے تفقد کے لئے، کیونکہ اگر دوسرے مسلمان ان کی دنیوی ضرورتوں کا تفقد کر کے ان ضرورتوں کو پورا کر دیں جن کو اہل اموال پورا کر سکتے ہیں تو علماء اپنی ان ضرورتوں میں وقت صرف کرنے سے بچ جائیں گے۔ اور وہ وقت بھی خدمت علم و دین میں صرف کریں گے تو اہل اموال کو ان کے ان اعمال کا ثواب ملے گا۔

مگر عام مسلمانوں کو چاہئیے کہ معتمد علماء کی تربیت اور نگرانی میں علماء کی خدمت کا فرض ادا کریں کیونکہ ان کو خود اس کا علم نہیں ہو سکتا کہ کون زیادہ مستحق امداد ہے کون کم، اور اگر کسی کو خود اپنے تفقد سے اس کا علم ہو سکے تو وہ خود تفقد کرے

(۵۳) فرمایا، مسلمان دعا سے بہت غافل ہیں اور جو کرتے بھی ہیں ان کو دعا کی حقیقت معلوم نہیں، مسلمانوں کے سامنے دعا کی حقیقت کو واضح کرنا چاہئیے۔

دعا کی حقیقت ہے اپنی حاجتوں کو بلند بارگاہ میں پیش کرنا پس جتنی بلند بارگاہ ہے اتنا ہی دعاؤں کے وقت دل کو متوجہ کرنا اور الفاظ دعا کو تضرع و زاری سے ادا کرنا چاہئیے اور یقین و اذعان کے ساتھ دعا کرنا چاہئیے کہ ضرور قبول ہوگی کیونکہ جس سے مانگا جا رہا ہے وہ بہت سخی اور کریم ہے۔ اپنے بندوں پر رحیم ہے، زمین و آسمان کے خزانے سب اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں،

(۵۴) ایک بار فرمایا:۔ کہ جو سہارنپور دیوبند وغیرہ تبلیغ کو جا رہے ہیں

ان کے ہمراہ تجار دہلی کے خطوط کردیئے جائیں جن میں نیاز مندانہ لہجہ میں حضرات علماء سے عرض کیا جائے کہ یہ وفود عوام میں تبلیغ کے لئے حاضر ہورہے ہیں آپ حضرات کے اوقات بہت قیمتی ہیں، اگر اس میں سے کچھ بھی وقت اس قافلہ کی سرپرستی فرما سکیں جس میں آپ کا اور طلبہ کا حرج نہ ہو تو اس کی سرپرستی فرمائیں اور طلبہ کو اس کام میں اپنی نگرانی میں ساتھ لیں، طلبہ کو از خود بدون اساتذہ کی نگرانی کے اس کام میں حصہ نہ لینا چاہیئے اور قافلہ والوں یعنی وفود تبلیغ کو نصیحت کی جائے کہ اگر حضرات علما توجہ میں کمی کریں تو ان کے دلوں میں علماء پر اعتراض نہ آنے پائے، بلکہ یہ سمجھ لیں کہ علماء ہم سے بھی زیادہ اہم کام میں مشغول ہیں وہ راتوں کو بھی خدمت علم میں مشغول رہتے ہیں جبکہ دوسرے آرام کی نیند سوتے ہیں، اور ان کی عدم توجہ کو اپنی کوتاہی پر محمول کریں کہ ہم نے ان کے پاس آمدورفت کم کی ہے اس لئے وہ ہم سے زیادہ ان لوگوں پر متوجہ ہیں جو سالہا سال کے لئے ان کے پاس آپڑے ہیں۔

پھر فرمایا کہ ایک عامی مسلمان کی طرف سے بھی بلا وجہ بدگمانی ہلاکت میں ڈالنے والی ہے اور علماء پر اعتراض تو بہت سخت چیز ہے

پھر فرمایا کہ ہمارے طریقہ تبلیغ میں عزت مسلم اور احترام علماء بنیادی چیز ہر مسلمان کی بوجہ اسلام کے عزت کرنا چاہیئے اور علماء کا بوجہ علم دین کے بہت احترام کرنا چاہیئے

پھر فرمایا کہ علم اور ذکر کا کام ابھی تک ہمارے مبلغین کے قبضہ میں

نہیں آیا اس کی مجھے بڑی فکر ہے، اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ ان لوگوں کو اہلِ علم اور اہلِ ذکر کے پاس بھیجا جائے کہ ان کی سرپرستی میں تبلیغ بھی کریں اور ان کے علم و صحبت سے بھی مستفید ہوں۔

(۵۵) ایک دن میں آنے والے مہمانوں سے گفتگو میں زیادہ مشغول رہا مولانا کی خدمت میں زیادہ نہ بیٹھا، ظہر کے بعد حاضر خدمت ہوا تو فرمایا تم کو زیادہ میرے پاس رہنا چاہیئے، عرض کیا کہ آج آنے والوں کا زیادہ ہجوم تھا، میں نے ان کو اپنے پاس رکھا اور تبلیغ پر ان سے باتیں کرتا رہا تاکہ آپ کے پاس زیادہ ہجوم نہ ہو اور آپ کو زیادہ بولنا نہ پڑے۔

فرمایا کہ اس کی بھی یہی صورت تھی کہ تم میرے پاس رہتے میں تم سے دل کی بات کرتا رہتا تم دوسروں کو پہنچا دیتے اس طرح میرے دل کا کانٹا نکل جاتا تم میرے پاس رہو میری باتوں کو سنتے رہو اور دوسروں کو پہنچاؤ تاکہ مجھے کسی سے خطاب نہ کرنا پڑے، بعضے لوگ مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ ہم تم کو بولنے نہ دیں گے، مگر جب تک میرے دل کا کانٹا نہ نکل جائے میں کیسے چپ ہو جاؤں، میں ہرگز چپ نہ ہوں گا چاہے مر جاؤں۔

(۵۶) ایک بار فرمایا: حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ بس میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے گی۔ پھر فرمایا وعظ میں احکام شرعیہ کی مصالح وعلل بیان نہ کرو بس تین چیزوں کو مد نظر رکھنے کی لوگوں کو تعلیم کی جائے ایک یہ کہ ہر عمل میں رضائے حق اور یقین آخرت کے ساتھ ہو کہ یہ آخرت

میں مفید ہو گا۔ وہاں اس سے ثواب ملے گا یا عذاب دفع ہو گا۔ اس کے ساتھ کسی ایسے نفع کا قصد نہ ہو جو موت سے پہلے دنیا میں حاصل ہونے والا ہے۔ وہ تو رنگے کے طور پر خود ہی حاصل ہو جاتے ہیں۔ وہ مقصود نہیں ہیں، گو ان کا حصول یقینی ہے اور اس کا یقین رکھنا بھی لازم ہے مگر عمل سے ان کا قصد نہ کیا جائے۔ پھر فرمایا ہاں جس جگہ اس کی ضرورت ہو وہاں اسرار و مصالح کے بیان کا مضائقہ بھی نہیں، مگر ہر جگہ بیان نہ کیا جائے۔

(۵۷) ایک بار فرمایا: حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے لوگوں کی مجھے بہت قدر ہے کیونکہ وہ قریب العہد ہیں، اسی وجہ سے تم میری باتیں جلدی سمجھ جاتے ہو کہ مولانا کی باتیں سن چکے ہو اور تازہ سنی ہوئی ہیں پھر فرمایا تمہاری وجہ سے میرے کام میں بہت برکت ہوئی، میرا بہت جی خوش ہوا، پھر بہت دعائیں دیں اور فرمایا تم خود بھی رو رو کر اس نعمت کا شکر کرو۔

اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَتْ بِیْ اَوْ اَمْسَتْ بِیْ مِنْ نِعْمَةٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ۔

(۵۸) فرمایا تبلیغ کے کام کے لئے سادات کو زیادہ کوشش کے ساتھ اٹھایا جائے اور آگے بڑھایا جائے حدیث ترکت فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی کا یہی مقتضا ہے۔ ان بزرگوں سے دین کا کام پہلے بھی بہت ہوا ہے اور آئندہ بھی انہیں سے زیادہ امید ہے۔

(۵۹) ایک دن فرمایا کسی مسلمان کو کسی سے اللہ کے لئے محبت ہو یا اس نے کسی مسلمان کو اللہ کے لئے کچھ محبت ہو تو یہ محبت اور حسن ظن ہی آخرت

لائے، راقم سطور نے ان کا تعارف کرایا، اس پر حضرت نے فرمایا:۔
جن حضرات کا حلقہ محبت و تعلق اتنا وسیع ہو جتنا کہ ہمارے حضرت تھانویؒ کا تھا، چاہیئے کہ ان کی تعزیت عامہ کی فکر کی جائے، میرا جی چاہتا ہے کہ اس وقت حضرت کے تمام تعلق رکھنے والوں کی تعزیت کی جائے اور خاص طور سے یہ مضمون آجکل پھیلایا جائے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق رکھنے والے حضرت کی برکات سے استفادہ کرنے اور ساتھ ہی حضرت کے ترقی درجات کی کوششوں میں حصہ لینے اور حضرت کی روح کی مسرتوں کو بڑھانے کا سب سے اعلیٰ اور محکم ذریعہ یہ ہے کہ حضرت کی تعلیمات حقہ اور ہدایات پر استقامت کی جائے اور ان کو زیادہ سے زیادہ پھیلایا جائے، جتنا جتنا حضرت کی ہدایات پر کوئی چلے گا اتنا ہی بقاعدہ من دعی الی حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا۔ (حدیث) حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سر یہ حسنات اور درجات عالیہ میں ترقی ہوگی۔ پھر فرمایا کہ یہ ایصال ثواب کا اعلیٰ طریقہ ہے۔

(۷۷) فرمایا:۔ اگر کوئی شخص اپنے کو تبلیغ کا اہل نہیں سمجھتا ہے تو اس کو بیٹھا رہنا ہرگز نہیں چاہیئے بلکہ اس کو تو کام میں لگنے اور دوسروں کو اٹھانے کی اور زیادہ کوشش کرنا چاہیئے، بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کوئی خیر چند نااہلوں کے سلسلے کسی اہل تک پہنچ جاتا ہے اور پھر وہ پھلتا پھولتا ہے اور پھر اس کا اجر بقاعدہ من دعی الی حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا ومن سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا (حدیث) ان نااہلوں کو بھی پورا پہنچ جاتا ہے جو اس کام کے اس اہل تک پہنچنے کا ذریعہ بنے۔

قسط نمبر ۲

(۱۱۱) فرمایا:- انبیاء علیہم السلام باوجودیکہ معصوم اور محفوظ ہیں اور علوم وہدایات براہ راست حق تعالیٰ سے حاصل کرتے ہیں، لیکن جب ان تعلیمات و ہدایات کی تبلیغ میں ہر طرح کے لوگوں سے ملنا جلنا اور ان کے پاس آنا جانا ہوتا ہے تو ان کے مبارک اور منور قلوب پر بھی ان عوام الناس کی کدورتوں کا اثر پڑتا ہے[1] اور پھر تنہائی کے ذکر و عبادت کے ذریعہ وہ اس گرد و غبار کو دھوتے ہیں۔

سورۂ مزمل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیام لیل (تہجد) کا حکم دیتے ہوئے جو یہ فرمایا گیا ہے اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا یعنی اے رسول دن میں تم کو بہت چلنا پھرتا رہتا ہے۔" تو اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دن کی دوڑ دھوپ اور چلت پھرت کی وجہ سے رات کے اندھیرے اور تنہائی میں یکسوئی کے ساتھ عبادت کی ضرورت تھی، پھر

[1] مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے اس خیال کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبح کی نماز میں تشابہ لگا تو بعد نماز فراغ آپ نے فرمایا مقتدیوں میں کچھ لوگ ہیں جو وضو و طہارت اچھی طرح نہیں کرتے ہیں، انہیں کے اثر سے ہماری قرات میں گڑبڑ پیدا ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ کتاب الطہارت)

اس آیت سے اگلی آیت میں جو متصلاً فرمایا گیا۔ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا اور اپنے رب کے نام کی یاد کرو اور یکسوئی سے ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہو" تو اس سے بھی اس مضمون کی مزید تائید ہوتی ہے کہ تبلیغی دوڑ دھوپ کرنیوالوں کو ذکر و فکر اور یکسوئی کے ساتھ اللہ کی عبادت کی خصوصیت سے ضرورت ہوتی ہے۔

پس، ہم کو بھی اس کے مطابق عمل کرنا چاہیئے، بلکہ ہم اس کے بہت زیادہ محتاج ہیں، کیونکہ اولاً تو ہم خود کچے اور ظلمتوں سے بھرے ہوئے ہیں، پھر اپنے جن بڑوں سے ہم دینی فیوض اور ہدایات حاصل کرتے ہیں وہ بھی ہماری ہی طرح غیر معصوم ہیں اور جن میں تبلیغ کے لئے جاتے ہیں وہ بھی عام انسان ہی ہیں۔ غرض ہم میں خود بھی کدورتیں ہیں۔ اور ہمارے دونوں جانب بھی بشری کدورتیں ہیں جن کا ہم پر اثر پڑنا لازمی ہے اور فطری ہے۔ اس لئے ہم اس کے بہت ہی زیادہ مشتاق ہیں کہ رات کے اندھیروں اور تنہائیوں میں اللہ کے ذکر و عبادت کا اہتمام اور التزام کریں قلب پر پڑے ہوئے برے اثرات کا یہ خاص علاج ہے۔

اسی سلسلہ میں فرمایا یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے جن بڑوں سے ہم دینی فیوض اخذ کریں ان سے اپنا تعلق صرف اللہ کی جانب کا رکھیں یعنی صرف اسی لائن کے ان اقوال و افعال اور احوال سے سروکار رکھیں باقی دوسری لائنوں کی ان ذاتی اور خانگی باتوں سے بے تعلق بلکہ بے خبر رہنے کی کوشش کریں، کیونکہ یہ ان کا اپنا بشری حصہ ہے، لامحالہ

اس میں کچھ کدورتیں ہوں گی ۔ اور جب آدمی اپنی توجہ ان کی طرف کو چلائے
گا تو وہ اس کے اندر بھی آئیں گی ۔ نیز بسا اوقات اعتراض پیدا ہوگا جو
بُعد اور محرومی کا باعث ہو جائے گا اسی لئے مشائخ کی کتابوں میں
سالک کو شیخ کے خانگی احوال پر نظر نہ کرنے کی تاکید کی گئی ہے ۔

(۱۱۴) فرمایا :- اہل علم اور اہل اثر حضرات ایک سلسلہ یہ شروع کریں
کہ ہر جمعہ کے لئے پہلے سے سوچ کر طے کر لیا کریں کہ ہم یہ جمعہ فلاں محلہ کی
مسجد میں پڑھیں گے اور اس انتخاب میں غریب پسماندہ اور جہل زدہ
آبادیوں کا زیادہ لحاظ رکھیں ، مثلاً جن حلقوں میں دھوبی ، سقے ، تانگہ گاڑی
چلانے والے قلی اور سبزی فروش جیسے لوگ بستے ہوں جن میں دین سے
جہالت و غفلت اگرچہ بہت زیادہ ہے ، لیکن تمرد و انکار کی کیفیت پیدا
نہیں ہوئی ہے ، تو ایسے لوگوں کی کسی آبادی کی مسجد پہلے سے تجویز کر لیں
اور اپنے اہل تعلق اور ملنے جلنے والے لوگوں کو بھی اس کی اطلاع دیدیں
اور ساتھ چلنے کی بھی انہیں ترغیب دیں ، پھر وہاں پہنچ کر نماز جمعہ سے پہلے
محلہ میں تبلیغی گشت کر کے لوگوں کو نماز کے لئے آمادہ کر کے مسجد میں لائیں
پھر تھوڑی دیر کیلئے ان کو روک کر دین کی اہمیت اور اس کے سیکھنے کی
ضرورت ان کو سمجھا کر دین سیکھنے کے واسطے تبلیغی جماعتوں میں نکلنے کی
دعوت دیں اور ان کو سمجھائیں کہ اس طریقے پہ چند روز میں دین کا ضروری
علم سیکھ سکتے ہیں ، پھر اس دعوت پہ اگر تھوڑے سے تھوڑے آدمی بھی
تیار ہو جائیں تو کسی مناسب جماعت کے ساتھ ان کو بھیجنے کا بندوبست کریں

لئے تو نے محض اپنی قدرت ہی سے سمندر میں خشک راستہ پیدا کر دیا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے تو نے اپنی قدرت اور رحمت ہی سے آگ کو گلزار بنا دیا تھا اور اے اللہ تو نے اپنی حقیر حقیر مخلوقات سے بھی بڑے بڑے کام لے لئے ہیں۔ ابابیل سے تو نے ابرہہ کے ہاتھیوں والے لشکر کو شکست دلوائی اور اپنے گھر کی حفاظت کرائی، عرب کے اونٹ چرانے والے اُمیوں سے تو نے اپنے دین کو ساری دنیا میں چمکایا اور قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرا دیا۔ پس اے اللہ اپنی اسی سنت قدیمہ کے مطابق مجھ نکمے، ناکارہ اور عاجز و بے بس بندے سے بھی کام لے اور میں تیرے دین کے جس کام کا ارادہ کر رہا ہوں اس کے لئے جو طریقہ تیرے نزدیک صحیح ہے مجھے اس کی طرف رہنمائی فرما اور جن اسباب کی ضرورت ہو وہ محض اپنی قدرت سے مہیا کر دے۔

پس اللہ سے یہ دعا مانگ کر پھر کام میں لگ جائے، جو اسباب اللہ کی طرف سے ملتے رہیں ان سے کام لیتا رہے اور صرف اللہ ہی کی قدرت و نصرت پہ کامل بھروسہ رکھتے ہوئے اپنی کوشش بھی بھرپور کرتا رہے۔ اور رو رو کے اس سے نصرت اور انجاز وعدہ[1] کی التجائیں بھی کرتا رہے، بلکہ اللہ کی مدد ہی کو اصل سمجھے اور اپنی کوشش کو اس کے لئے شرط اور پردہ سمجھے۔

(۱۱۹) فرمایا:۔ خود کام کرنے سے بھی زیادہ توجہ اور محنت دوسروں

[1] ۔ وعدۂ قرآنی کان حقا علینا نصر المومنین کی طرف اشارہ ہے۔ ۱۲

بہت سے لوگوں کو شیطان یہ فریب دیتا ہے کہ وہ کام سے منفق ہو جانے کو کام میں لگ جاتا اور شریک ہونا سمجھنے لگتے ہیں یہ شیطان کا بڑا دھوکہ ہے۔

(۱۷۹) فرمایا: ہماری یہ تحریک دشمن نواز دوست کش ہے آجائے جس کا جی چاہے۔

(۱۸۰) فرمایا:۔ بھئی اس وقت کفر و الحاد بہت طاقتور ہے۔ ایسی حالت میں منتشر اور انفرادی اصلاحی کوششوں سے کام نہیں چل سکتا لہٰذا پوری قوت کے ساتھ اجتماعی جدوجہد ہونی چاہیئے۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا۔

(۱۸۱) فرمایا:۔ علم و ذکر کو مضبوطی سے تھامنے کی زیادہ سے زیادہ ضرورت ہے مگر علم و ذکر کی حقیقت اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے۔

ذکر کی حقیقت ہے عدمِ غفلت اور فرائض دینی کی ادائیگی میں لگا رہنا اعلیٰ درجہ کا ذکر ہے۔ اس لئے دین کی نصرت اور اس کے فروغ کی جدوجہد میں مشغول رہنا ذکر کا اونچا درجہ ہے۔ بشرطیکہ اللہ کے اوامر اور مواعید کا خیال رکھتے ہوئے ہو۔

اور ذکر نفلی اس واسطے ہے کہ آدمی کے جو اوقات فرائض میں مشغول نہ ہوں وہ لایعنی میں نہ گذریں، شیطان یہ چاہتا ہے کہ فرائض میں لگنے سے جو روشنی پیدا ہوتی ہے اور جو ترقی حاصل ہوتی ہے وہ لایعنی میں لگا کے اس کو برباد کر دے، پس اس سے حفاظت کے لئے ذکر

پہلو ہوتا ہے۔

(۲۰۴) فرمایا۔ بزرگوں کی خدمت کا مقصد دراصل یہ ہوتا ہے کہ ان کے جو عمومی اور معمولی کام دوسرے لوگ انجام دے سکتے ہیں وہ ان کو اپنے ذمہ لے لیں، تاکہ ان کے اوقات اور ان کی قوتیں ان بڑے کاموں کے لئے فارغ رہیں جو وہی اکابر انجام دے سکتے ہیں۔ مثلاً کسی شیخ وقت یا کسی عالم و مفتی کے وہ عمومی کام آپ اپنے ذمہ لے لیں جو آپ کے بس کے ہیں، اور ان کو ان کی طرف سے فارغ اور بے فکر کر دیں۔ تو وہ حضرات دین کے جو بڑے بڑے کام ہیں۔ مثلاً اصلاح و ارشاد اور درس و افتاء وغیرہ، تو وہ زیادہ اطمینان اور یکسوئی سے اس کو انجام دے سکیں اور اس طرح یہ خدام ان کے ان بڑے کاموں کے اجر میں حصہ دار ہو جائیں گے تو دراصل بڑوں کی خدمت ان کے بڑے کاموں میں شریک ہونے کا ایک ذریعہ ہے۔

(۲۰۵) فرمایا۔ حقیقی محبت کا اقتضا یہ ہوتا ہے کہ محب اور محبوب کے جذبات اور خواہشات تک میں کامل اتحاد ہوتا ہے، میرے بھائی مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حال تھا کہ باوجودیکہ وہ خانقاہ سے دور رہتے تھے لیکن بارہا ایسا ہوتا کہ اچانک ان کے دل میں خانقاہ جانے کا تقاضا پیدا ہوتا ہے اور وہ فوراً چل دیتے اور جب دروازہ کھولتے تو حضرت گنگوہی قدس سرہ کو انتظار میں بیٹھا پاتے۔

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے جب کسی بندہ کو سچی محبت ہو جاتی ہے۔

تو پھر یہی معاملہ اللہ پاک کے ساتھ ہو جاتا ہے کہ اس کی مرضیات بندہ کی مرضیات ہو جاتی ہیں۔ اور جو باتیں اللہ کو ناپسند ہوتی ہیں بندہ کو بھی ان سے نفرت ہو جاتی ہے اور اس محبت کے پیدا کرنے کا طریقہ اسوۂ محمدی کا اتباع قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔

(۲۰۶) جو لوگ دیندار اور دین دار ہونے کے باوجود دین کے فروغ کیلئے اور امت کی اصلاح کیلئے وہ جدوجہد نہیں کر رہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کا تقاضا ہے ان کے بارے میں ایک روز حضرت کی زبان سے نکل گیا کہ مجھے ان لوگوں پر بڑا رحم آتا ہے۔

اس کے بعد دیر تک اور مسلسل استغفار فرماتے رہے۔

پھر اس عاجز سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا

میں نے یہ استغفار اس پر کیا ہے کہ میری زبان سے یہ دعوے کا کلمہ نکل گیا تھا کہ مجھے ان لوگوں پر رحم آتا ہے۔

(۲۰۷) فرمایا:۔ مسجدیں مسجد نبوی کی بیٹیاں ہیں اس لئے ان میں وہ سب کام ہونے چاہیں جو حضور کی مسجد میں ہوتے تھے۔ حضور کی مسجد میں نماز کے علاوہ تعلیم و تربیت کا کام بھی ہوتا تھا۔ اور دین کی دعوت کے سلسلہ کے سب کام بھی مسجد ہی سے ہوتے تھے دین کی تبلیغ یا تعلیم کے لئے وفود کی روانگی بھی مسجد ہی سے ہوتی تھی یہاں تک کہ عساکر کا نظم بھی مسجد ہی سے ہوتا تھا۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری مسجدوں میں بھی اسی طریقے پہ سب کام ہونے لگیں۔